REGD. No-L-5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

جلد ۴۹/۱۴ | ۱۵ اخاء ۱۳۳۹ھش | ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۳۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۱۴ اکتوبر بوقت گیارہ بجے قبل دوپہر

کل دن بھر حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی۔ اس وقت بھی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ وعاجلہ اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

"آزادی کی حفاظت کیلئے قومی پرچم کو سربلند رکھیں"

"اخلاقی کمزوریاں اور کوتاہیاں آزادی سے محروم کر دیا کرتی ہیں"۔ صدر ایوب

راولپنڈی ۱۴ اکتوبر۔ صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے لوگوں پر زور دیا ہے۔ کہ وہ عزم صمیم کے ساتھ آزادی کی حفاظت کریں اور ان کوتاہیوں اور کمزوریوں سے احتراز کریں جن کی وجہ سے ان کے آباؤ اجداد کو ایک طویل عرصہ تک آزادی کی نعمت سے محروم رہنا پڑا تھا۔ صدر مملکت کل صبح "شیر دل" کے نام سے مشہور پانچویں رجمنٹ کو سکھ کے جھنڈے کی جگہ پاکستان کا قومی جھنڈا عطا کرنے کی سادہ مگر باوقار تقریب میں تقریر کر رہے تھے۔ آپ نے کہا بہت پرانے زمانہ سے لوگ قومی جھنڈے کو اپنے وقار کا نشان تصور کرتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے لئے قومی جھنڈے کی خاص اہمیت رہی ہے۔ مسلمان اس کی بہت زیادہ تقدیس کرتے رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قومی جھنڈے کو جہاد میں استعمال کیا۔ اور اس کے بعد اسے امن کا نشان قرار دیا۔ آپ نے کہا قومی جھنڈے کی حفاظت کرنے اور اسے سربلند رکھنے کے لئے خون کا آخری قطرہ بہا دینے سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

صدر نے پانچویں پنجاب رجمنٹ کے جوانوں اور افسروں کو مخاطب کر کے کہا۔ آپ کے لئے یہ تاریخی موقعہ بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کہ قوم اپنی خود مختاری کی حفاظت کے صلہ میں آپ کو نیا اعزاز عطا کر رہی ہے۔ اور قوم کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی آزادی

(باقی دیکھیں ص ۸ پر)

صنعت کاروں کے لئے ساڑھے تین کروڑ روپے کے نئے لائسنس

نجی سرمایہ کاروں کے تعاون کی ضرورت ہے (زبیری)

لاہور ۱۴ اکتوبر۔ وزارت صنعت پاکستان کے سکرٹری مسٹر مسرت حسین زبیری نے کل یہاں سرکٹ ہاؤس میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ صنعتوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت پاکستان نے صنعت کاروں کے لئے ساڑھے تین کروڑ روپے کے نئے لائسنس جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے

آپ نے کہا صنعتی پیداوار بڑھانے کے لئے پوری پوری کوششیں کی جارہی ہیں۔ لیکن مطلوبہ نصب العین حاصل کرنے کے لئے نجی سرمایہ کاروں کے تعاون کی بڑی ضرورت ہے۔ نئی صنعتوں کے شیڈول کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا ۳½ کروڑ روپے کے جو لائسنس دیئے جائیں گے۔ ان میں سے دو کروڑ روپے کے لائسنس مشرقی پاکستان اور ڈیڑھ کروڑ کے لائسنس مغربی پاکستان کے لئے ہوں گے۔ اس سکیم کے تحت جو صنعتیں آتی ہیں۔ حکومت مغربی پاکستان ان کی ایک فہرست شائع کر چکی ہے اور اس سلسلہ میں درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ ۲۰ اکتوبر مقرر کی گئی ہے۔ آپ نے کہا پاکستان میں ہر شخص براہ راست درآمد کنندہ بننا چاہتا ہے۔ لیکن وہ حکومت کی پوزیشن کا احساس نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسوسی ایشنوں کو اپنے مطالبات مشترکہ طور پر پیش کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ نئی درآمدی پالیسی انتہائی نرم ہوگی۔ اور قریباً ۱۲۸ صنعتیں اس پالیسی میں شامل کی گئی ہیں۔

گنگا میں کشتی الٹنے سے ۴۰ افراد ڈوب گئے

نئی دہلی ۱۴ اکتوبر۔ مونگھیر کے قریب دریائے گنگا میں مسافروں سے بھری ہوئی ایک کشتی الٹنے سے ۴۰ افراد ڈوب گئے ہیں۔ صرف سات اشخاص تیر کر کنارے پر پہنچ سکے۔ مرنے والے چالیس افراد میں اکثریت عورتوں اور بچوں کی تھی۔ اطلاع ملی ہے کہ دریا کے کنارے سے مٹی کا ایک بہت بڑا تودہ کٹ کر کشتی پر آن گرا جس سے کشتی الٹ گئی۔

بی۔ اے کے کورس کی مدت تین سال

راولپنڈی ۱۴ اکتوبر۔ صدر پاکستان نے ایک آرڈی نینس جاری کر کے بی۔ اے بی ایس سی اور بی کام کے کورسوں کی مدت دو سالوں کی بجائے تین سال کر دی ہے۔ یہ فیصلہ تعلیمی کمیشن کی سفارشات کے مطابق کیا گیا ہے۔ اس آرڈی نینس کا اطلاق ان طالب علموں کی پڑھائی پر ہوگا۔ جو یکم جولائی ۱۹۶۰ء سے ان کورسوں میں داخل ہوئے ہیں۔ جو طلبہ پچھلے سال یا اس سے پیشتر ان کورسوں میں داخل ہوئے ہیں۔ ان پر اس آرڈی نینس کا اطلاق نہیں ہوگا۔ حکومت کی طرف سے تمام یونیورسٹیوں اور کالجوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ نئے قانون کے مطابق اپنے ضابطوں میں تبدیلی کر لیں۔

ٹوکیو میں زبردست مظاہرہ

ٹوکیو ۱۴ اکتوبر۔ کل ٹوکیو میں جاپان کے سوشلسٹ لیڈر مسٹر آسانوما کے قتل کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے پھر زبردست مظاہرہ ہوا۔ جس میں ٹریڈ یونین کے بیس ہزار سے زیادہ ارکان اور طلبا شریک ہوئے۔ مظاہرے کے بعد ایک عام اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مسٹر اکیدا وزیراعظم سے فی الفور مستعفی ہو جانے کا مطالبہ کیا گیا۔ مظاہرین نے پارلیمنٹ کی عمارت اور وزیراعظم کی سرکاری قیام گاہ کے سامنے بھی زبردست نعرے لگائے اور دونوں مقامات پر پولیس اور مظاہرین میں معمولی جھڑپیں ہوئیں۔ مسٹر آسانوما کے واقعہ قتل پر غور کرنے کے لئے کابینہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ بعد میں وزیراعظم نے ایک بیان میں کہا کہ حکومت

نوآبادیاتی نظام ختم کرنے کا مطالبہ

نیویارک ۱۴ اکتوبر۔ روس کے وزیراعظم مسٹر خروشچیف نے کل جنرل اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ سب نوآبادیات کو آزادی دیکر نوآبادیاتی نظام ختم کر دیا جائے

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۵؍ اکتوبر ۱۹۶۰ء

اردو زبان

یہ ایک مسلمہ نفسیاتی بات ہے کہ کسی قوم کی زبان سے بھی اس کی تہذیب اور ثقافت کی بلندی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ آج دنیا میں جتنی اقوام اپنے وقار اور اپنی ترقی کی وجہ سے نمایاں حیثیت رکھتی ہیں وہاں ہی ان کی زبان بھی ترقی یافتہ ہے اور غیر حلقوں میں بھی مقبول ہے اعلیٰ اور بہترین زبان وہی سمجھی جاتی ہے۔ جس میں تمام قدیم و جدید علوم کا ذخیرہ ہو اور جو ہر قسم کے خیالات خواہ ان کا تعلق سائنس سے ہو یا فنون سے ظاہر کرنے کے قابل ہو۔ جس کے لٹریچر میں اعلیٰ ادبی نثر کی کتب ہوں جو اخلاق اور معاشرہ کے ہر پہلو کے متعلق قوت بیان رکھتی ہو۔ جس کی شاعری بلند ہو جو عوام و خواص کو متاثر کر سکے۔ پھر وہی زبان اعلیٰ سمجھی جاتی ہے۔ جس کو دوسری اقوام بھی سمجھنے اور اس کے علمی خزانوں سے استفادہ کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔

مشرق و مغرب کی بہت سی زبانیں ہیں جن میں اکثر وہ خوبیاں پائی جاتی ہیں جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔ جدید زبانوں میں انگریزی۔ فرانسیسی جرمن کو یہ درجہ حاصل ہے کہ ان میں بہت سی ہر دلعزیزی کی صفات پائی جاتی ہیں۔ مغربی قدیم زبانوں میں لاطینی اور یونانی زبانیں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ اسی طرح مشرق میں عربی۔ فارسی چینی اور اردو زبانیں جدید زبانوں میں خاص مقام رکھتی ہیں۔ اگرچہ سنسکرت کہیں بولی نہیں جاتی تاہم قدیم زبانوں میں اس کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ کیونکہ ہندو مذہب کی بہت سی مقدس کتابیں اور اعلیٰ لٹریچر زبان میں ہے۔

ان تمام زبانوں میں عربی زبان کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ نہ صرف تمام دنیا کے مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے بلکہ مشرق وسطیٰ کی عام بولے جانے والی زبان یہی ہے۔ مغربی زبانوں میں انگریزی ایسی زبان ہے۔ جس کو ہر حیثیت سے ایک مکمل زبان کہا جا سکتا ہے نہ صرف اس میں ہر قسم کے علوم و فنون کا ذخیرہ وافر ہے بلکہ تمام دنیا میں یہی ایک جدید زبان ہے جو تمام ملکوں میں سمجھی جاتی ہے۔ اور اکثر بین الاقوامی کام اسی زبان کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ ویسے تو چینی اور ہندوستانی بعض زبانوں کے بولنے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ لیکن یہ زبانیں خاص حدود کے اندر ہیں اور بین الاقوامی حیثیت کی مالک نہیں ہیں۔ فرانسیسی زبان اور کسی حد تک شاید جرمن کو بھی بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے تاہم انگریزی کے بعد اونچی سیاسی سطح پر نہ سہی عام لحاظ سے اردو زبان کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ عام بول چال میں شاید دنیا کے اہم مقامات پر اس سے بھی مختلف بولیاں بولنے والے لوگوں میں ایک مشترک گفتگو کی جا سکتی ہے۔ اس لحاظ سے ہم اسکو انگریزی کے بعد دوسرے درجہ کی بین الاقوامی زبان کہہ سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انگریزی کی طرح اردو زبان میں بھی ہر زبان کا لفظ نہایت خوبی کے ساتھ کھپایا جا سکتا ہے اور جس طرح انگریزی زبان بے قاعدہ سی ہے۔ اسی طرح یہ زبان بھی بے قاعدہ سی ہے۔ اور انگریزی کی طرح تقریباً تمام ملکوں کے لوگ اس میں بھی بولنے کی جلد مہارت پیدا کر سکتے ہیں۔ ایشیا اور افریقہ کے اکثر حصوں میں اردو زبان سمجھی اور بولی جاتی ہے اس زبان کو پھیلانے میں بعض قدرتی اسباب ہیں جن کی تفصیل یہاں بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔ یہاں ہم صرف مختصراً اردو زبان کو دنیا کے مختلف مقامات پر پہنچنے کے ایک ذریعہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اور وہ ذریعہ جماعت احمدیہ کے مختلف مشن ہیں۔

جماعت احمدیہ نے مذہبی تبلیغ کے لحاظ سے جو بین الاقوامی حیثیت حاصل کر لی ہے اس سے اردو زبان کی ترویج کو بھی بڑا اسہارا ملا ہے۔ جہاں جہاں بھی احمدی مشن قائم ہیں وہاں اکثر لوگوں نے جنہوں نے احمدیت کو قبول کیا ہے اردو زبان سیکھنا بھی ضروری خیال کیا ہے۔ کیونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر تصنیفات اردو زبان میں ہیں اسلئے جو لوگ احمدی مشنوں میں آمد و رفت رکھتے ہیں اور احمدیت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تھوڑی بہت اردو زبان سے واقفیت بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ اس طرح پاکستانی احمدی مبلغین کے ذریعہ مغربی اور مشرقی افریقہ میں اردو زبان سمجھی اور بولی جانے لگی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ایک احمدی مبلغ کے فرائض میں سے ایک اہم فرض یہ بھی ہے کہ خواہ وہ کسی ملک میں ہو وہاں اردو زبان پہنچانے کی کوشش کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مبلغین عربی زبان کو بھی ترویج دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر اسلام کی تبلیغ کا کوئی مطلب نہیں تاہم عربی کے بعد ایک پاکستانی مبلغ اردو زبان کو ترویج دینے کے لئے بھی مکلف ہے۔ چنانچہ افریقہ کے بعد انڈونیشیا میں بھی جہاں جماعت احمدیہ مؤثر حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ بہت سے احمدی اردو زبان سے آشنا ہو چکے ہیں ان ممالک کے بہت سے وہ لوگ جو ربوہ میں تعلیم کی غرض سے آتے ہیں۔ یہاں قیام کے دوران میں اردو زبان سے پوری واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ کئی مغربی نژاد احمدی بھی جن میں انگریز اور جرمن ہیں اردو زبان میں تقریریں بھی کر سکتے ہیں۔

ہمارا مطلب یہ کہنا نہیں ہے کہ صرف احمدیوں کے ذریعہ ہی اردو زبان دنیا میں پھیل رہی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ کئی دیگر قدرتی ذرائع سے بھی پھیل رہی ہے البتہ ان ذرائع میں سے ایک ذریعہ یقیناً احمدیوں کی مشنری سرگرمیاں بھی ہیں۔ جن کو اردو زبان کی تاریخ میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ بوجوہات احمدیوں کے لئے اردو زبان عربی کے بعد دینی اہمیت رکھتی ہے اور احمدیوں کو چاہیئے کہ جس قدر ہو سکے اس زبان کو پھیلانے کے لئے کوشش کریں۔

اس ضمن میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ پاکستانی احمدی اس کو بطور مادری زبان کے اختیار کریں اور گھروں اور بازاروں میں بھی اس زبان کو استعمال کریں۔ وقتاً فوقتاً سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی نوجوانوں کی توجہ اس طرف دلائی ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے خطبہ فرمودہ مورخہ ۲۲؍ جولائی ۱۹۴۹ء میں جو الفضل کی اشاعت ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا ہے اردو کو اختیار کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ ذیل میں یاد دہانی کے لئے ایک اقتباس اس معرکۃ الآراء خطبہ سے نقل کیا جاتا ہے:۔

"پس میں آپ کو ایک نصیحت تو یہ کروں گا کہ اردو زبان کو نئی زندگی دو اور ایک نیا لباس پہنا دو۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ ہمیشہ اسی زبان میں گفتگو کیا کریں۔ جب ہم اردو میں گفتگو کیا کریں گے تو لازمی بات ہے کہ بعض الفاظ کے متعلق ہمیں یہ پتہ نہیں لگے گا کہ ان کو اردو میں کس طرح ادا کرتے ہیں۔ اس پر ہم دوسروں سے پوچھیں گے اور اس طرح ہمارے علم میں ترقی ہوگی بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں لیکن انسان کو بڑی عمر میں بھی ان کی سمجھ نہیں آتی۔ لیکن جب وہ ایک زبان میں گفتگو کرنا شروع کر دے تو اس پر عبور حاصل کر لیتا ہے۔ پس ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ پنجابی زبان چھوڑ دیں اور اردو کو جو بے وطن ہو گئی ہے اپنا لیں۔ یہ بھی ایک بڑا مہاجر ہے۔ جس طرح مہاجروں کو زمینیں مل رہی ہیں چاہیئے کہ اسے بھی اپنے ملک میں جگہ دی جائے اور اسے اتنا رائج کر دیا جائے کہ آہستہ آہستہ یہ ہماری مادری زبان بن جائے میں ان لوگوں میں سے نہیں جن کے خیال میں پنجابی زبان کو زندہ رکھنا ضروری ہے۔ میرے نزدیک اردو زبان کو ہی ہمیں اپنی زبان بنا لینا چاہیئے۔ اور اسے رواج دینا چاہیئے۔ ملک کے کناروں پر اور پہاڑوں پر کہیں کہیں پنجابی زبان باقی رہ جائے تو حرج نہیں اگر کسی کو پنجابی زبان سننے یا بولنے کا شوق ہوگا تو وہ وہاں جا کر سن لے گا یا بول لے گا۔ پس میری پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ تم اردو زبان کو اپناؤ اور اس کو اتنا رائج کرو کہ یہ تمہاری مادری زبان بن جائے اور تمہارا لہجہ اردو دانوں کا سا ہو جائے۔

دوسری چیز جس کے متعلق میں آپ لوگوں کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ علم کے بغیر کبھی صحیح عمل پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عمل کے بغیر بھی انسان حقیقی زندگی حاصل نہیں کر سکتا۔"

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے۔ اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

ایک آیت کی نہایت لطیف تشریح

فرمودہ ۲۴ جون ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے:-

فرمایا: کل ایک صاحب نے وما کان لنبی ان یغل ومن یغلل یات بما غل یوم القیامۃ کے متعلق پوچھا تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کو پہاڑ کے درہ پر کھڑا کیا تھا۔ اگر ان لوگوں نے بدظنی نہیں کی۔ تو اس آیت کا مطلب کیا ہے۔ میں نے اس کے دو جواب دئیے تھے۔ اوّل تو یہ کہ ایسا خیال کرنا صحابہ رضی کے طرز عمل اور ان کے اخلاص کے خلاف ہے۔ وہ ایسے مخلص اور بلند پایہ انسان تھے کہ ان میں نفاق کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا تھا۔ ان کے متعلق ایسا خیال کرنا کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بدظنی کی۔

خلاف عقل بات ہے

دوسرا جواب میں نے یہ دیا تھا کہ اس وقت منافق موجود تھے۔ اور بدظنی کرنے والے وہی ہو سکتے ہیں صحابہ رضی کے متعلق اس کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر انسان کے متعلق جو قیاس کیا جاتا ہے۔ وہ اس کی عادات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ پس ہم یہ کہیں گے کہ اگر بدظنی کی۔ تو منافقوں نے کی۔ مومنوں کا دامن بالکل پاک تھا

نقاش نے روایت کی ہے

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کو پہاڑ کے درے پر کھڑا کیا تھا۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہ دشمن بھاگ گیا ہے اور میدان خالی ہو گیا ہے تو وہ اس خیال سے نیچے اتر آئے کہ اب ہم چل کر مال غنیمت حاصل کریں چونکہ اس وقت تک مال غنیمت کے متعلق احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے انہوں نے خیال کیا۔ کہ کہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے دستور کے مطابق یہ نہ فرما دیں کہ

من اخذ شیئاً فھو لہ

(بحر محیط جلد ۳ صفحہ ۱۰۱)

کہ جو شخص جس قدر مال غنیمت حاصل کرلے۔ وہ اس کا ہوگا۔ قطع نظر اس کے کہ یہ روایت صحیح ہے یا غلط۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ عرب میں مال غنیمت تقسیم کرنے کا کیا طریق تھا۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عرب میں

مال غنیمت تقسیم کرنیکے دو طریق

تھے۔ اوّل یہ کہ جو مال غنیمت مجموعی طور پر میدان جنگ میں رہ جائے۔ اس میں ساری فوج مشترکہ طور پر حصہ دار ہوتی تھی۔ دوم قاتل اپنے مقتول کے سامان کا واحد مالک ہوتا تھا یعنی وہ شخصی غنیمت سمجھی جاتی تھی۔ لیکن نقاش کی اس روایت سے مفہوم کسی حد تک بدل جاتا ہے۔ نقاش کہتے ہیں انہوں نے درہ اس لئے چھوڑا کہ وہ ڈرتے تھے کہ اگر ہم شامل نہ ہوئے تو من اخذ شیئاً فھو لہٗ کے مطابق ہم پیچھے رہ جائیں گے۔ اور یہ مفہوم بالکل اور ہے۔ کہ انہوں نے درہ اس لئے چھوڑا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نعوذ باللہ خود ہی سارا مال غنیمت رکھ لیں گے۔ پس نقاش کی روایت کے مطابق بھی یہ الفاظ کھینچ تان کر طنز کا مفہوم تو ادا کرتے ہیں لیکن ان سے

بدظنی یا خیانت

وغیرہ کا کوئی مفہوم نہیں نکلتا۔ لیکن جیسا کہ کل میں نے بتایا تھا۔ دراصل اس قسم کی روایات ہی غلط ہیں۔ کیونکہ ان کا اس آیت کے سیاق وسباق سے کوئی جوڑ نہیں ماقبل آیات میں منافقین کا ذکر ہے۔ جو مدینہ میں رہ گئے تھے۔ اللہ تعالےٰ ان کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ منافقین کہتے ہیں کہ اگر مسلمان لڑائی کے لئے نہ جاتے تو مارے نہ جاتے۔ اور ادھر مال غنیمت کو دیکھ کر ان کے

دلوں میں حسرت

پیدا ہوئی۔ کہ کاش ہم بھی ساتھ ہوتے۔ اور مال غنیمت میں حصہ دار بنتے۔ تو سیاق وسباق میں منافقین کا ذکر ہے۔ اور درہ پر پہرہ دینے والے تو مومنوں میں سے تھے۔ اور وہ خود گئے تھے۔ پیچھے مدینہ میں رہنے والے ہی مسلمانوں کو

طعنہ دیتے تھے

کہ اگر یہ لوگ ہماری بات مان لیتے۔ تو کیوں مارے جاتے۔ درحقیقت جنگ احد کے موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا تھا کہ کچھ نقصان اٹھانا پڑے گا۔ آپ نے صحابہ رضی سے مشورہ طلب کیا تو جوشیلے نوجوانوں نے جن کے ساتھ منافق بھی شامل تھے۔ یہ مشورہ دیا کہ باہر نکل کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مشورہ کے مطابق فیصلہ کیا کہ ہم مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کریں گے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہتھیار پہن چکے۔ تو انہوں نے کہہ دیا کہ ہم اپنا مشورہ واپس لیتے ہیں۔ اس پر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ خدا کا رسول جب ہتھیار پہن لیتا ہے۔ تو پھر پیچھے نہیں ہٹتا۔ اس وقت منافقوں نے بہت لیت ولعل کی کہ مدینہ میں ہی مقابلہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ نقصان ہو جائے گا۔ اور اس قسم کے بہانے بنا کر انہوں نے جنگ میں شامل ہونے سے گریز کی۔ اور کچھ لوگ ان میں سے رستہ سے ہی واپس لوٹ آئے۔ اس کے بعد جب جنگ میں

مسلمانوں کو نقصان

پہنچا تو وہ کہنے لگے کہ ہم نہ کہتے تھے باہر نہ جاؤ نقصان ہوگا۔ یہ اقوال منافقوں کے ہیں دگر وہ لوگ جو درہ پر متعین کئے گئے تھے وہ تو مومن تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ

ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنھم۔

(آل عمران آیت ۱۶۰)

اگر تو نے ان منافقوں پر سختی کی۔ تو ان کی منافقت کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ پس اے رسول تو ان سے نرمی کا سلوک کرتا جا۔ اور ان کے شر سے نہ ڈر۔ وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ ان کی تذلیل تو خدا کر ہی کیا سکتی ہے۔ اس کے بعد یہ آیت آتی ہے۔ کہ ما کان لنبی ان یغل نبی کی شان کے خلاف ہے۔ کہ وہ مال غنیمت میں خیانت کا مرتکب ہو۔ اب دیکھو ان آیات میں درہ کا کہیں ذکر تک نہیں۔ یہ تو

منافقوں کا ذکر

ہے۔ لیکن خواہ مخواہ یہ قول درہ پر پہرہ دینے والوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں مار دل گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ بات کس کے متعلق ہے۔ اور چسپاں کس پر کی جا رہی ہے۔

ایک دوست نے سوال کیا کہ فرشتے اور جنات واقعہ میں کوئی وجود ہیں۔ یا صرف طاقتوں کے نام ہیں۔

حضور نے فرمایا:

ہم نیچریوں کی طرح یہ نہیں سمجھتے کہ یہ صرف قوتوں کے نام ہیں بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہستیاں موجود ہیں۔ مگر انسانوں سے جدا قسم کی ہستیاں ہیں۔

جنوں کا طبعی رجحان

تاریکی اور ظلمت کی طرف ہے اور ملائکہ کا نیکی کی طرف۔ اور جن ان ارواح خبیثہ کو کہتے ہیں۔ جو شیطانی خیالات کی اسی طرح محرک ہوتی ہیں جس طرح ملائکہ نیک تحریکوں کے محرک ہوتے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی ہم ان خیالات کے بھی مخالف ہیں کہ جنات آتے ہیں۔ اور لوگوں کے سر پر چڑھ جاتے ہیں۔ یا بے موسم کھانے کی چیزیں لا کر دیتے ہیں۔ یا کسی کو ڈراتے ہیں اور کسی کو پیار کرتے ہیں۔ ایسا تصرف نہ جنوں کو حاصل ہے۔ اور نہ فرشتوں کو حاصل ہے۔ اگر یہ تصرف حاصل بھی ہوتا۔ تو وہ فرشتوں کو حاصل ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ رحمتی وسعت کل شیٔ اور فرشتے اللہ تعالےٰ کی رحمت کے پرتو ہیں اور اللہ تعالےٰ کی رحمت اس کے غضب پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ لیکن

حیرت کی بات

ہے کہ جن تو لوگوں سے بکواس کراتے ہیں۔ اور ان کے سروں پر چڑھ جاتے ہیں۔ ان کو لئے لئے پھرتے ہیں لیکن رحمت کے فرشتے بالکل خاموش بیٹھے دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر جنوں کی طرف اس قسم کے کام منسوب کئے جائیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ فرشتے بھی

نیکی کے ایسے کام

یا اس سے بڑھ کر نہ کریں۔ اور

ہم ان کا مشاہدہ نہ کریں۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی آدمی کو یہ کہتا سنا گیا ہو کہ میرے بس کی بات نہیں۔ مجھے فلاں فرشتہ مجبور کر کے فلاں نیکی کروا رہا ہے۔ اور پھر لوگوں نے اس کی برجات دیکھی ہو۔ پھر اگر جنوں کا وجود ایسا ہی ہے جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے تو وہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا چکے تھے اور جب وہ دوسرے لوگوں کو اعلیٰ اعلیٰ چیزیں کھانے کے لئے دے سکتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی چیزیں لاکر نہیں دیتے تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ پر اور آپؐ کے صحابہؓ پر ایسی ایسی تنگی کی گھڑیاں آئیں کہ کئی کئی روز آپ نے فاقے کئے اور درختوں کے پتے کھا کر گذارہ کیا مگر جنوں کو ذرا شرم نہ آئی کہ وہ آپؐ کی اور آپؐ کے صحابہؓ کی مدد کرتے اور اچھے اچھے پھل ان کے لئے لاتے۔

پس اس قسم کے جنات کا کوئی وجود نہیں

جن دراصل مخفی وجودوں کو کہتے ہیں

اور یہ لفظ قرآن کریم میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ کہیں شیطان جو بدی کا محرک ہے اس کے اظلال اور مددگاروں کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ کہیں خیالی وجودوں کا نام جن رکھا گیا ہے۔ کہیں ان اقوام کے لئے جن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو سرد علاقوں میں رہتی ہیں۔ کہیں غیر قوموں اور غیر مذاہب کے لوگوں کے لئے جن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور کہیں ان لوگوں کے متعلق جن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو آدم کی بعثت سے قبل غاروں میں رہتے تھے۔ پس یہ لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور ہر جگہ سیاق و سباق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے معنے کئے جائیں گے۔

مجلس انصار اللہ سابق سندھ بلوچستان کا پہلا سالانہ اجتماع

مختصر روئداد

مجلس انصار اللہ علاقہ سابق صوبہ سندھ و بلوچستان کا پہلا سالانہ اجتماع زیر صدارت چوہدری عبد الحق صاحب ورک ناظم اعلیٰ مجلس علاقائی سابق صوبہ سندھ و بلوچستان ۱۸ ستمبر ۱۹۶۰ء بروز اتوار بمقام لطیف آباد حیدر آباد منعقد ہوا۔ معتمدین علاقائی۔ ناظمین مجالس ڈویژنز زعماء اور عہدہ داران مجالس مقامی نمائندگان مجلس شوریٰ گذشتہ و صحابہ کرام۔ مربیان سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم علاقہ ہذا اور زائرین جن کو خصوصی دعوت نامہ جاری کر کے بلایا گیا تھا نے شرکت کی۔ زعیم اعلیٰ صاحب انصار اللہ کراچی کے ہمراہ سات نمائندگان کراچی سے شامل ہوئے

بیشتر نمائندگان ۱۷ ستمبر کی شام تک حیدر آباد پہنچ چکے تھے۔ اجتماع کا پروگرام ۱۸ ستمبر کو نماز تہجد با جماعت۔ ذکر الٰہی۔ نماز فجر با جماعت اور درس قرآن پاک سے شروع ہوا۔ سات صحابہ کرام نے ذکر حبیب علیہ السلام کے موضوع پر ایمان افروز تقاریر فرمائیں۔ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب اور مکرم مولوی عبد الواحد صاحب میرٹھی نے اجتماع میں شرکت فرما کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چشم دید حالات بیان فرمائے۔

مولانا عبد المالک خانصاحب نے دو تقاریر "انصار اللہ کی تربیتی ذمہ داریاں" اور "برکات خلافت" کے عنوان پر کیں۔ مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی نے درس حدیث تشریف دیا۔ جس میں تربیتی پہلو پر نہایت شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی۔ بہت سی اہم تجاویز اتفاق رائے سے پاس ہوئیں

مجلس شوریٰ کے اجلاس میں نمائندگان انصار اللہ نے خاص توجہ سے آراء دیں اور ہر معاملہ میں سنجیدگی سے اپنا اپنا نقطۂ نگاہ پیش کیا۔

ناظمین نے اپنی اپنی کارکردگی کی رپورٹیں پیش فرمائیں۔ مجلس علاقائی کی طرف سے رپورٹ پیش کرتے ہوئے ناظم اعلیٰ صاحب نے ناظمین کی رپورٹ پر اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا اور آئندہ کام کو احسن طور پر چلانے کے لئے ہدایات دیں۔ نمائندہ کوئٹہ نے اپنی رپورٹ زبانی پیش کی۔ ناظم اعلیٰ صاحب نے ان کو توجہ دلائی کہ وہ علاقہ بلوچستان کی مجالس کو منظم کر کے جلد رپورٹ دیں۔ کارگزاری کی رپورٹیں سن کر ناظم اعلیٰ صاحب نے مجلس خیرپور ڈویژن کو اوّل قرار دیا۔ لیکن فرمایا کہ چونکہ کارگزاری کا معیار ابھی اتنا بلند نہیں جتنا کہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے سالانہ اجتماع مجلس مرکزیہ تک انعام تقسیم کرنے کا معاملہ ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر پھر جائزہ لیا جائے گا۔ جو مجلس اول آئے گی اس کو مجوزہ انعام دینے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ مرکزیہ سے درخواست کی جائے گی کہ وہ خود انعام تقسیم فرما کر مجلس متعلقہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ ناظمین نے اپنی اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کرنے کے لئے عزم کا اظہار فرمایا۔

ناظمین کو تحریک کی گئی کہ وہ مجلس شوریٰ مرکزیہ سال ۱۹۵۸ء کے فیصلہ کے مطابق تعمیر دفتر مرکزیہ چندہ وصول کرنے کی فوری کوشش فرمائیں۔

مندرجہ ذیل مخیر انصار نے سالانہ اجتماع کے اخراجات برداشت کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔

۲- چوہدری رشید احمد صاحب- چوہدری خدا بخش احمد صاحب- چوہدری احمد مختار صاحب اور چوہدری محمد اکرم صاحب۔ محمد شفیع خانصاحب نجیب آبادی- ملک فضل حق صاحب- بابو عبد الغفار- ماسٹر رحمت اللہ صاحب- مکرم حضرت اللہ صاحب پاشا۔ مکرم عبد الباسط صاحب صدیقی اور مکرم حاجی عبد العزیز صاحب رئیس باندھی۔ مکرمی محمد شمیم صاحب [illegible] و ناصر احمد صاحب پسران محمد شفیع خانصاحب نجیب آبادی نے انتظامات اجتماع میں [illegible] ان تھک کام کیا۔ ان تمام احباب کے [illegible] کی جاتی ہے کہ انکی دینی اور دنیاوی ترقیات کے لئے دعا فرمائی جائے۔

یہ اجتماع شام کے سات بجے عہد نامہ دہرانے کے بعد لمبی دعا کے بعد اختتام پذیر ہوا

(نامہ نگار)

ربوہ میں لجنہ اماء اللہ کا تربیتی جلسہ

مورخہ ۲۹ ستمبر بروز جمعرات بوقت ۸½ بجے لجنہ ہال ربوہ میں ایک تربیتی جلسہ زیر صدارت محترمہ سیدہ نسیمہ بیگم صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم و نظم سے ہوئی۔ بعدہٗ تین تقاریر علی الترتیب محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ و محترمہ سیدہ ام متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ و مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے فرمائیں۔

محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک زندہ جماعت کے افراد اپنے کردار اور گفتار میں نمایاں حیثیت کے مالک ہونے چاہئیں۔ انسان کا عمل اس کا صحیح کردار پیش کرتا ہے۔ احمدی ماؤں کو ان کے فرائض کا احساس دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اپنے بچوں میں اخلاقی جرأت اور سچائی کے اظہار کا مادہ پیدا کیا جائے اور ان میں وہ تمام صفات پیدا کی جائیں جو ایک مسلمان بچے کے شایان شان ہوں

دوسری تقریر محترمہ سیدہ ام متین صاحبہ نے فرمائی۔ آپ باوجود انتہائی مصروفیت کے جلسہ میں تشریف لائیں اور مفید نصائح سے مستفید فرمایا۔ تشہد اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا کہ جس طرح درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح جماعت کی ترقی اس کے افراد سے ظاہر ہوتی ہے۔ ہمارے اندر وہ بنیادی صفات پیدا ہونی چاہئیں جو ایک زندہ جماعت کا طرۂ امتیاز ہوتی ہیں۔ اخلاق۔ سچائی۔ امانت ایفائے عہد اور باہمی حسن سلوک ایسی صفات ہیں جن سے عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ کے اوراق ان صفات سے مزین ہیں۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہر قوم کی اچھی باتوں کو اختیار کرو اور بری باتوں کو چھوڑ دو۔ چنانچہ مغربی اقوام نے آپؐ کے اس قول کو اپنایا اور انہوں نے اسلام کی اچھی اچھی باتیں اختیار کرلیں۔ آج وہ لوگ اخلاق۔ دیانت۔ ایفائے عہد اور سوچ بچار کے لحاظ سے اعلیٰ معیار پر ہیں۔ وہ عادتاً سچ بولتے ہیں۔ حالانکہ یہ خوبیاں ایک مسلمان میں نمایاں طور پر ہونی چاہئیں۔ آپ نے احمدی بچیوں اور خصوصاً کالج کی طالبات سے فرمایا کہ وہ اپنے وجودوں کو سلسلہ کے لئے مفید اور کارآمد بنائیں۔ تعلیم کا اصلی مقصد یہی ہے کہ اس سے دماغ روشن ہو۔ قوم کی خدمت کا جذبہ پیدا ہو اور جب وہ عملی زندگی میں قدم رکھیں تو اپنے فرائض کو ادا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کی ذمہ داری ماں باپ اور

اس کے بعد اداروں پر عائد ہوتی ہے۔ یہی وہ درسگاہیں ہیں جہاں سے دینی اخلاق اور علم و عمل کی شمع لے کر تاریک دنیا کو منور کرنا ہے۔ پس اپنے نصب العین کو سامنے رکھیں اور آگے بڑھتی جائیں۔

آپ کے بعد مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس نے لجنہ اماء اللہ ربوہ کی درخواست پر ضرورت علم القرآن کے موضوع پر پُر تاثیر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ انسان کو جب تک اپنا مقصد اور نصب العین معلوم نہ ہو تو اس وقت تک اس کی کوئی کوشش بار آور نہیں ہو سکتی۔ ہماری جماعت کے قیام کا مقصد بھی وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کا مقصد تھا یعنی تبلیغ کرنا اور اسلام کی حقیقت سے آگاہ کرنا اور یہ فرض مرد اور عورت دونوں پر عائد ہوتا ہے۔ قرون اولیٰ کی خواتین کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں انہوں نے جہاد میں مردوں کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ جیسے قرآن کریم مردوں نے سمجھا ویسا ہی عورتوں نے سمجھا۔ چنانچہ حضور صلعم نے فرمایا کہ تم نصف دین عائشہؓ سے سیکھو۔ پھر حضرت رابعہ بصریؒ کی مثال ہمارے سامنے ہے جنہوں نے اس کثرت سے قرآن مجید پڑھا کہ آپ بہت سی باتوں کا جواب مسلسل قرآن کریم سے دیا کرتی تھیں۔ پس خدا تعالیٰ نے قرآن حکیم ایک ایسی جامع کتاب ہمیں دی ہے جو حقائق و معارف سے پُر ہے۔

آپ نے احمدی خواتین کو قرآن حکیم ناظرہ اور پھر با ترجمہ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ کیونکہ ماں کی گود بچہ کی پہلی درسگاہ ہے۔ بچہ پر اپنی ماں کے اخلاق اور اطوار کا اثر سب سے زیادہ پڑتا ہے۔

قرآن مجید کی روحانی تاثیرات

(از مکرم عبد القیوم صاحب کوئٹہ)

(۲)

کیا ہی عجیب اور دلکش کلام ہے جو ایک لمحہ میں سخت سے سخت دل کو موم کر سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت اس کی زریں مثال ہے وہ شخص جو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قتل کرنے کے لئے نکلتا ہے وہ قرآن مجید کی چند آیات سن کر خود قتل ہو جاتا ہے اور چند ہی لمحات بعد ایک حقیر غلام بن کر دربار رسالت میں حاضر ہو جاتا ہے خود قرآن مجید اس کے متعلق فرماتا ہے کہ لو انزلنا ھٰذا القراٰن علٰی جبل لرایتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ یعنی یہ قرآن جو تم پر اتارا گیا اگر کسی پہاڑ پر اتارا جاتا تو وہ خشوع اور خوف الٰہی سے ٹکڑہ ٹکڑہ ہو جاتا۔ پر افسوس تو یہ ہے کہ ہم اس کی بلاغت کی تو تعریف کرتے ہیں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ہم اس کی فصاحت کی تو تعریف کرتے ہیں اور اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ہماری عقلیں اس تعلیم کی خوبی کی تو قائل ہوتی ہیں ہمارا کانشنس اس کی فطرت کے مطابق باتوں کو تو صحیح سمجھتا ہے پر ہم اس کے اندرونی نور۔ اس کی روحانی تاثیر کو جو ہماری روح کی بقا کا موجب ہے کیے حاصل کرنے کی کم ہی کوشش کرتے ہیں یہ طمع خام ہے کہ بغیر تزکیہ نفس کے ہم اس کے حقیقی معارف پر اطلاع پا سکیں گے یہ خیال باطل ہے کہ محض تفاسیر پڑھ کر ہم اس کلام اللہ کے حقیقی علوم سے صحیح طور پر بہرہ ور ہو کر اس پر عامل بھی ہو جائیں گے۔ بلکہ اس کے لئے رات اور دن کی تنہائی کی ضرورت ہے جبکہ ہم ٹھہر ٹھہر کر محبت اور ادب سے اس کو اپنے محبوب ازلی کے آخری خط کو پڑھیں اور اسمیں گم ہو جائیں۔ اس کی طرف خود اللہ تعالےٰ نے راہ نمائی فرمائی ہے اور فرماتا ہے کہ لایمسّہٗ الا المطھرون۔ طہارت قلبی اس کے مس کرنے کا پہلا زینہ ہے اور طہارت قلبی اس کلام کو بار بار ذوق و شوق، عقیدت سے آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر سوچ سوچ کر پڑھنے سے حاصل ہوگا وجہ یہ کہ محبت سے ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے سے اس کلام خداوندی کے انسانی قلب پر مختلف قسم کے اثرات ہونگے جب وہ اللہ تعالےٰ کی توحید ربوبیت عظمت و قدرت کی آیات کو سکون و محبت سے پڑھے گا۔ تو ناگہاں اس کے قلب پر خدا کی صفات مذکورہ نقش ہوتی چلی جائیں گی۔ پھر وہ انبیاء کے حالات پڑھے گا۔ وہ کن مایوس کن حالات میں اٹھے

ساری دنیا ان کی مخالف تھی وہ کن خطرناک حالات میں سے گذرے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خارق عادت تائید و نصرت ہی نہ کی بلکہ پہلے سے بطور پیشگوئی ان نصرتوں اور تائیدات سے اطلاع بھی بخشی ان آیات کو پڑھنے سے اس کے دل پر بھروسہ اور یقین پیدا ہوگا وہ یقین کرے گا کہ وہ خدا آج بھی زندہ ہے اور وہ یقیناً مجھ سے حقیر کی بھی مدد کر سکتا ہے اس کے دل میں طمانیت و انشراح پیدا ہوگا اس دنیا کی وہ باتیں جو اس کو سدرجہ مغموم کر دیتی ہیں وہ ان کو حقیر سمجھے گا اور اس یقین سے پر ہو جائیگا کہ اس ذی الجبروت قادر کریم و غفور رحیم کے آگے رحم کرنے میں کیا روک ہے سارے غم ھباءً منثورا ہو جائیں گے۔ پھر وہ مختلف انبیاء کے ذاتی حالات کو پڑھے گا اس رحیم خدا کے طرز عمل کو دیکھے گا ان کی دعاؤں کو پڑھے گا وہ محسوس کرے گا کہ ہر نبی کے ساتھ خدا کا گو ایک رنگ میں مختلف طرز عمل رہا ہے لیکن بنیادی لحاظ سے خدا ان کے لئے بمنزلہ ایک شفیق ماں کے سلوک کرتا رہا ہے وہ ان کی دعاؤں کو پڑھے گا۔ مثلاً حضرت ابراہیم کی محبت بھری اور دردناک دعاؤں کو پڑھے گا تو اس کا دل موم ہو جائے گا۔ اس کی روح بھی ان آیات کے پڑھنے کے ساتھ ہی اپنے خالق و مالک کے آگے جھک جائے گی وہ اس کثیف دنیا سے دور کہیں اور نکل جائے گا۔ اس کی روح خدا کی طرف پرواز کرنے لگے گی ساتھ ساتھ اس کو اپنی انتہائی کمزوری کا بھی احساس ہوگا تب اس کی روح خدا کے آگے سربسجود ہونے کے لئے بیچین ہوگی۔ جب وہ سجدہ کر چکے گا تب اس کا حقیقی سکون اس کو مل جائے گا اور یہی جنت ہے اس حالت صافیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔ ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

تب اس کو ایک نئی طاقت ملے گی اور اس کا دل اپنے محبوب خدا کے ہر حکم و تعلیم پر محض ایمان ہی نہیں لائے گا۔ بلکہ اس پر دل و جان سے عمل کرنا اس کے لئے عین حیات ہوگا۔ غرض یہ زندگی بخش جام انسانی قلب کی گندگیوں کو محض دھوتا ہی نہیں بلکہ اسے پاک کرتا چلا جاتا ہے اس میں خدا کی صفات پر ایک یقین پیدا کرتا ہے اس میں ایک قوت ایک نور ایک باطنی روشنی عطا کرتا ہے

جس کے ذریعہ نئی آنکھیں اس کو ملتی ہیں نئے کان حاصل ہوتے ہیں اور نیا دل عطا ہوتا ہے۔ تب اس کے قلب پر معارف کلام اللہ کھولے جاتے ہیں۔ یہ وہ مابہ الامتیاز ہے۔ جو قرآن مجید کو باقی تمام کتب سماویہ و غیر سماویہ پر حاصل ہے۔ یہ وہ فرقان ہے جو ہمیشہ تک زندہ اور مردہ تعلیموں میں فرق ظاہر کرتا رہے گا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا خوب فرماتے ہیں۔ ؎

از نور پاک قرآں صبح صفا دمیدہ
بر غنچہائے دلہا باد صبا وزیدہ

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

سب جہان چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

اس لئے ایک دردمند دل کے ساتھ اپنی جماعت کو یوں وصیت فرماتے ہیں۔

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں
ان پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

ہے چشمہ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

قرآں کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

محترمہ مدیرہ ”مصباح“ کی وفات

(از حضرت محترمہ سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

بہنوں کو اخبار الفضل سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ امۃ اللہ خورشید صاحبہ مدیرہ ماہنامہ ”مصباح“ ۲۶ ستمبر بروز پیر رات کے سوا دس بجے اس دنیائے فانی سے منہ موڑ کر اپنے حقیقی مولا کے حضور حاضر ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت سادہ طبیعت رکھتی تھیں۔ لجنہ اماء اللہ کی مخلص اور سرگرم کارکن تھیں۔ ۱۹۴۵ء سے وہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی ایک رکن کی حیثیت سے باقاعدہ کام کر رہی تھیں۔ سیکرٹری تعلیم اور سیکرٹری رشد و اصلاح کے عہدہ پر بھی فائز رہیں۔ ۱۹۴۷ء میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے فیصلہ کیا۔ کہ ماہنامہ مصباح کا انتظام کلی طور پر لجنہ اماء اللہ لے تو میری نظر انتخاب سب سے پہلے امۃ اللہ پر ہی پڑی اور چند دنوں میں ہی امۃ اللہ خورشید نے ماہنامہ کا سارا انتظام سنبھال کر میرا بوجھ ہلکا کر دیا۔ ۱۹۴۷ء میں ملکی تقسیم کی وجہ سے جب ہمیں اپنا مقدس مرکز چھوڑنا پڑا تو کچھ عرصہ تک مصباح بھی بند رہا۔ لیکن تھوڑا عرصہ بعد ہی پھر اسے جاری کر دیا گیا۔ اور اس وقت سے تا وفات امۃ اللہ خورشید ہی اس کی مدیرہ رہیں۔

مرحومہ خدمتِ دین کو ”اک فضل الٰہی“ سمجھتے ہوئے باوجود صحت کمزور ہونے کے کام کا انتہائی شوق رکھتی تھیں اور جو کام بھی ان کے سپرد کیا جاتا۔ احسن طریق پر اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتیں۔ علاوہ ماہنامہ کے کام کے بارہا مختلف کاموں کے لئے میں نے ان کو بلوایا۔ اور ان کے سپرد کئے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ طبیعت ٹھیک نہ ہوتی تھی۔ لیکن کبھی انکار نہ کیا۔ اور جو کام لیا اس کو مکمل کیا۔ ان کی زندگی ہماری بچیوں کے لئے ایک نمونہ ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کی کوئی خاص ڈگری سوائے ادیب عالم کے انہوں نے حاصل نہ کی ہوئی تھی۔ لیکن دینی علم اچھا خاصا رکھتی تھیں۔ فرض کا احساس تھا۔ اپنی تمام ذمہ واریوں پر مقدم سلسلہ کی خدمت تھی۔ اور خدمت کو بجا لاتے ہی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ خدا کرے ہماری نئی پود میں بھی فرض کی ادائیگی اور سلسلہ کے کاموں میں حصہ لینے کا ایسا ہی شوق پیدا ہو۔ آمین۔

امۃ اللہ خورشید کی وفات سے دل پر بڑا بوجھ ہے جو ایک بشری تقاضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان جیسی مخلص کارکن لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کو عطا کرے۔ جوان کا نعم البدل ہو۔

مکرمی مولوی ابو العطاء صاحب اور مکرمی مولوی خورشید احمد صاحب شاد کو صبر عطا فرمائے۔ مرحومہ کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

خاکسارہ

مریم صدیقہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

۲۹-۹-۶۰

وقفِ جدید کے دو اہم پہلو

۱
اپنے اقوال اور اعمال میں کامل اسلامی نمونہ پیدا کر کے اپنی زندگی کو خدمتِ اسلام کے لئے وقف کرنا۔

۲
اپنی توفیق اور استطاعت کے مطابق بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں چندہ ادا کرنا

اپنے ایمان کو تازہ کرنے اور اخلاص کی روح کو بیدار رکھنے کے لئے وقفِ جدید کی تفصیلات کا بار بار مطالعہ کریں جو سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات اور پیغامات کی صورت میں اخبار الفضل مورخہ ۷-۱۱-۵ اور ۱۶ جنوری ۱۹۵۸ء اور ۳۱ دسمبر ۱۹۵۹ء میں شائع ہو چکی ہیں
(ناظم تعلیم وقفِ جدید)

گوجرانوالہ میں جماعت احمدیہ کا تربیتی جلسہ

مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۰ء بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ گوجرانوالہ میں زیر صدارت چوہدری عبد الحمید صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ تحریک جدید و وقف جدید کا ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں احباب جماعت کثرت سے شامل ہوئے۔

تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد مکرم مولوی محمد حسین صاحب فاضل نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالی۔ بعدہٗ مکرم سلطان احمد صاحب مجاہد معلم وقف جدید نے وقف جدید کا پس منظر بیان فرماتے ہوئے اس کی اہمیت پر زور دیا۔ مولوی محمد اشرف صاحب ناز مربی جماعت احمدیہ گوجرانوالہ نے تحریک جدید کی تاریخ اور اہمیت واضح کی۔ مکرم صدر صاحب کی افتتاحی تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

اس موقع پر مکرم سلطان احمد صاحب مجاہد نے ایک نمائش کا انتظام کیا ہوا تھا۔ لوگوں نے اس نمائش کو بہت پسند کیا۔ (نامہ نگار)

جماعت احمدیہ چاہ اسماعیل والا کا سالانہ جلسہ

مورخہ ۸ و ۹ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو جماعت احمدیہ چاہ اسماعیل والا ضلع ڈیرہ غازیخان کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ پانچ اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں مختلف عنوانات پر تقاریر کی گئیں۔

مکرم مولوی قمر الدین صاحب فاضل۔ اور مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ اور مکرم پیرزادہ بشیر احمد صاحب اوچ شریف اور مکرم مولوی عبد المنان صاحب شاہد مربی اور مکرم مولوی عبد الواحد صاحب معلم نے تقاریر فرمائیں۔

مقامی احباب جماعت میں سے مکرم مولوی محمد عثمان صاحب امیر ضلع اور مکرم مولوی عبد الرحمان صاحب مبشر اور مکرم ملک عزیز محمد صاحب وکیل نے بھی تقاریر کیں۔ دوران جلسہ میاں کریم بخش صاحب آف بستی رنداں نے نظم پڑھ کر احباب کو محظوظ کیا۔ ضلع ڈیرہ غازیخان کی مختلف جماعتوں کے احباب کثیر تعداد میں شریک جلسہ ہوئے۔ لاؤڈ سپیکر اور شامیانہ کا عمدہ انتظام تھا۔ مستورات کے لئے پردہ کا بھی عمدہ انتظام تھا۔

خاکسار حاجی حسن پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چاہ اسمٰعیل والا

قابلِ تقلید نمونہ

مکرم چوہدری عبد الستار صاحب ولد چوہدری غلام نبی صاحب، چک ۲۷۷ ضلع لائلپور حال کراچی نے نومبر ۱۹۵۸ء میں اپنی آمد اور جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی تھی۔ اب انہوں نے ۱/۱۰ حصہ کی بجائے ۱/۸ حصہ کی وصیت کر دی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے۔ اور دوسرے احباب کو بھی ایسی نیک مثال قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

پتہ درکار ہے

مکرم شیخ عبد السلام صاحب ولد عبد الرب صاحب مرحوم۔ معلومہ پتہ شاہ جمال ڈاکخانہ لودھراں۔ ضلع ملتان۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

ناصرات الاحمدیہ کے پروگرام میں ایک تبدیلی

ناصرات الاحمدیہ کے پروگرام میں ایک تبدیلی کی جا رہی ہے۔ ناصرات کی کھیلیں بروز ہفتہ ۲۲ اکتوبر صبح سات بجے ہونگیں اور دینی معلومات کا امتحان ۲۳ اکتوبر صبح سات بجے شروع ہوگا۔ تحریری بھی اور زبانی بھی۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

ضرورت ہے

ہمیں تفسیر کبیر انگریزی جلد اول کے چند نسخوں کی ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کے پاس قابل فروخت ہوں۔ تو اس کی قیمت سے مطلع کریں۔

(نائب وکیل التبشیر)

دعوت ولیمہ حکیم عبد الرحیم صاحب احمدی میو بازار کوہاٹ نے اپنے بیٹے [illegible] آفتاب احمد صاحب کی دعوت ولیمہ کا اہتمام ۱۸/۹/۶۰ بروز اتوار دوپہر کو کوہاٹ میں کیا۔ آفتاب احمد صاحب کی تقریب شادی امۃ القیوم صاحبہ بنت مولوی عبد الکریم صاحب سے ۱۶/۹/۶۰ بروز جمعہ پشاور میں عمل میں لائی گئی۔ تمام احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ (محمد اکبر افضل شاہد مربی سلسلہ احمدیہ کوہاٹ)

محترم حکیم صاحب نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے کسی مستحق کے نام خطبہ جمعہ کے لئے اعانت الفضل کی مد میں ارسال کئے ہیں۔ (مینیجر الفضل)

درخواستہائے دعا

(۱) مولوی فضل الدین صاحب عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب جماعت مولوی صاحب کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل صحت عطا فرمائے (محمد شریف ملیانوالہ)

(۲) خاکسار کا لڑکا عارضہ بخار و خرابی معدہ سخت بیمار ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے شفائے کامل عطا کرے۔ آمین (ابو المبشر چوہدری محمد عاشق واقف زندگی)

(۳) ایک ہفتہ سے میری والدہ صاحبہ پیٹ کے درد کی وجہ سے بیمار ہیں اور سخت کمزور ہو گئی ہیں احباب جماعت کامل و عاجل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں (شیخ محمد رفیق ڈھالہ والا)

(۴) محترم حکیم سید نعمت علی شاہ صاحب آجکل سخت بیمار اور بعض پریشانیوں میں ہیں۔ احباب جماعت ان کی صحت کاملہ اور پریشانیوں سے نجات کے لئے دعا فرمائیں (سید سجاد احمد حال مقیم لاہور)

(۵) خاکسار کا چھوٹا بھائی محمد اکرم ابن مولوی محمد اشرف صاحب واقف زندگی بھیرہ تقریباً ایک ماہ سے بیمار ہے۔ احباب اس کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(ایم اعظم اکسیر انچارج دفتر الفرقان۔ ربوہ)

(۶) خاکسار کے بھائی جان منیر احمد صاحب رشید (ایم اے) جو کہ غانا (افریقہ) میں احمدیہ سیکنڈری سکول میں پڑھاتے تھے۔ وہاں سے ۳ ستمبر کو انگلینڈ روانہ ہو گئے ہیں۔ جہاں وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان سے ان کے بخیریت لندن پہنچنے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ناصر احمد محمود متعلم ایف۔ ایس۔ سی۔ دیال سنگھ کالج لاہور)

روحانی مائدہ

اخبار الفضل جماعت کے لئے روحانی مائدہ ہے۔ اس لئے کوئی جماعت ایسی نہیں رہنی چاہیئے۔ جہاں کہ اخبار الفضل نہ جاتا ہو۔ اگر آپ کی جماعت تک الفضل نہیں پہونچتا۔ تو

آج ہی

جاری کروا کر اس روحانی مائدہ سے مستفید ہوں (مینیجر الفضل ربوہ)

بین الاقوامی عدالت کیلئے ۲۸ اُمیدوار نامزد کئے گئے

جنرل اسمبلی میں ۵ نشستوں کا انتخاب ہوگا

جنرل اسمبلی کے حالیہ اجلاس کے دوران بین الاقوامی عدالت کے ۱۰ ممبروں میں سے ۵ نشستوں کے انتخابات ہوں گے۔ اسمبلی کے سامنے اس وقت ۲۸ اُمیدواروں کے نام ہیں۔

۲۵ امیدوار، عدالت کے ان پانچ ممبروں کی نشستوں کے لئے نامزد ہوئے ہیں، جن کی مدت تقرری ۵ فروری ۱۹۶۱ء کو ختم ہو رہی ہے۔

بقیہ تین امیدوار برطانیہ کے سر ہیرچ لاٹرپیکٹ کی خالی نشست کے لئے ہیں، جن کا اس سال ۸ مئی کو انتقال ہو گیا۔ تمام نامزدگیاں مختلف ممالک کے قومی گروپوں نے کی ہیں۔

جن پانچ ججوں کی مدت تقرری فروری ... میں ختم ہو رہی ہے وہ یہ ہیں:۔ ناروے کے ہلیجی کلاسسٹاڈ (صدر عدالت) پاکستان کے چوہدری محمد ظفر اللہ خان (نائب صدر عدالت)، ریاستہائے متحدہ کے گرین ایچ ہیکورتھ، ارجنٹائن کے لوسی ارمانڈو اگن۔ اور سوویت یونین کے فیودور کا جینیکوف۔

تمام موجودہ جج بھی اُمیدوار کی حیثیت سے نامزد ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل ۲۰ امیدوار ہیں:۔

چلی سے ارنسٹو باروس جارپا۔ یوگوسلاویہ سے ملان بارتوس، پیرو سے جوز لوئس بسٹامانٹے

ریورو، فن لینڈ سے ایرک کاسٹرن، برازیل سے راؤل فرنانڈس، اکوبیڈر سے نیول الیکو فلور، سوئٹزرلینڈ سے پال گجن ہیم، امریکہ سے فلپ سی جیسپ، بلجیم سے جارج کیگن بیک، سوویت یونین سے ولادیمیر ایم کوریٹسکی، ایران سے احمد متین دفتری، اٹالیہ سے گیٹانو موریلی، ہندوستان سے رادھا بنود پال، سویڈن سے اکورے پیٹرن، یراگوئے سے رال سینیا اسٹروڈ، ڈنمارک سے میکس سورنسن، بلجیم سے جوزف نساٹ، جاپان سے کوٹارو ٹنکا اور ڈنمارک سے جاکن ٹولے، اور سوویت یونین سے گرگوری تنکن۔

تین اُمیدوار جو سر ہیرچ لاٹرپیکٹ کی نشست کے لئے امتحاب لڑیں گے وہ یہ ہیں: سر گیرالڈ فٹز مارس اور لارڈ میک میر دونوں کا تعلق برطانیہ سے ہے اور تیسرے سویڈن کے اسٹوورے پیٹرن۔

بین الاقوامی عدالت کے لئے ججوں کا انتخاب ۹ سال کی مدت کے لئے ہوتا ہے۔

سر ہیرچ کی مدت تقرری ۵ فروری ۱۹۶۴ء کو ختم ہونے والی تھی۔ ان کے منتخب ہونے والے جانشین بھی صرف اسی مدت تک کے لئے جج رہیں گے۔

ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی انسٹی ٹیوٹ کو

برطانوی امداد

لاہور ۱۳؍ اکتوبر۔ کولمبو منصوبہ کے تحت لائلپور کے ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی کے ادارے کو برطانیہ ۵ لاکھ روپیہ کی مالیت کا سامان اور تین ماہرین کی خدمات فراہم کرے گا۔ اس امر کا انکشاف صوبائی محکمہ صنعت کے سیکرٹری مسٹر امان اللہ خان نیازی نے کیا۔ یہ پاکستان میں اپنی طرز کا پہلا ادارہ ہوگا۔ اور اس پر پچاس لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔

انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ کے لئے کم از کم معیار ایف۔ ایس سی اور تربیتی مدت چار سال مقرر کی گئی ہے البتہ سائنس گریجویٹوں کو صرف دو سال کی تربیت حاصل کرنا پڑے گی۔

... مشینری کی فراہمی کے سلسلے میں برطانیہ اور دوسرے مغربی ملکوں کی جگہ لے لے چند ہفتے پیشتر ایک روسی وفد نے بھارت کا دورہ کیا اور اس نے صنعتی مرکزوں اور دیگر مقامات کا معائنہ کر کے اکتوبر کے آخر میں آنے والے وفد کے لئے راستہ ہموار کر دیا تھا۔

کاسترو حکومت کا تختہ اُلٹنے کی سازش

ہوانا ۱۳؍ اکتوبر۔ کاسترو حکومت کا تختہ اُلٹنے کی سازش کے سلسلے میں ایک سو چالیس ملزموں کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہو گئی۔ استغاثہ کی طرف سے ان میں سے چار کے لئے سزائے موت اور باقی ماندہ کے لئے لمبے عرصہ کی قید کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

قاہرہ یونیورسٹی میں اُردو کا شعبہ

قاہرہ ۱۳؍ اکتوبر۔ حکومت پاکستان نے قاہرہ یونیورسٹی میں اردو اور دوسرے پاکستانی مضامین کا شعبہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پاکستان اس مقصد کے لئے اساتذہ بھی دے گا۔

بھارت کے لئے روسی مشینیں

نئی دہلی ۱۳؍ اکتوبر۔ روس بھارت کے ہاتھ مزید صنعتی مشینری فروخت کرنے کی زبردست جدوجہد کر رہا ہے۔ اس وقت تک بھارت صنعتی مشینوں کی ضروریات کا بڑا حصہ برطانیہ، مغربی جرمنی اور سوئٹزرلینڈ سے حاصل کرتا ہے۔ اکتوبر کے آخر میں روس کا ایک با اختیارات والا ایک کمیشن بھارت آنے والا ہے جو ۱۹۶۱ء کے لئے بھارت سے تجارتی معاہدہ کرے گا۔ ... منتظر ہے کہ روس ...

اقوامِ متحدہ کی پندرھویں سالگرہ پر یادگاری ٹکٹ جاری کئے جائیں گے

اقوام متحدہ کی پندرھویں سالگرہ کے موقعہ پر اقوام متحدہ کی نظامت ڈاک یادگاری ٹکٹ جاری کرے گی۔ یہ ٹکٹ اور ایک "یادگاری ورق" ۲۴؍ اکتوبر کو جاری کئے جائیں گے۔ جس روز یوم اقوام متحدہ منایا جاتا ہے۔

۱۹۶۰ء میں ایسے یادگاری ٹکٹ چوتھی بار جاری کئے جا رہے ہیں۔ ان ٹکٹوں پر اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر کی تصویر ہوگی۔ اس تصویر پر اقوام متحدہ کے منشور کے یہ الفاظ درج ہوں گے۔

"ہم اقوام متحدہ کے عوام اس بات کا عزم کرتے ہیں کہ آنے والی نسلوں کو جنگ کی ہلاکت آفرینیوں سے محفوظ رکھیں گے۔"

ان ٹکٹوں پر اقوام متحدہ کا مخصوص نشان اور تاریخ "۱۹۴۵ء۔ ۲۴؍ اکتوبر ۱۹۶۰ء" تحریر ہوں گے۔ ٹکٹ کے حاشیہ پر چاروں طرف الفاظ "پندرھویں سالگرہ" پانچ زبانوں میں درج ہوں گے ایسے ٹکٹ ۴ سنٹ کے ہوں گے۔ ان کے علاوہ ۸ سنٹ کے ٹکٹ ہیں جن کا ڈیزائن بالکل ایسا ہی ہے سوائے اس کے کہ ان کی عبارت فرانسیسی زبان میں ہوگی۔

اقوام متحدہ کا منشور ۲۴؍ اکتوبر کو معرضِ وجود میں آیا تھا۔ جب چین، فرانس، سوویت یونین، برطانیہ، ریاستہائے متحدہ اور دوسرے دستخط کرنے والے ممالک کی اکثریت نے اس کی توثیق کی تھی۔

۱۹۴۷ء میں جنرل اسمبلی نے یہ طے کیا تھا کہ ۲۴؍ اکتوبر کو سرکاری طور پر یوم اقوام متحدہ منایا جائے نیز یہ کہ اس دن اقوامِ متحدہ کے مقاصد اور کارناموں سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے اور اس کے کاموں کے لئے ان کی اعانت حاصل کی جائے۔ اقوام متحدہ کی ممبر حکومتوں کو سالگرہ منانے کے لئے تعاون کی دعوت دی جائے۔

یہ ٹکٹ نیلے اور سفید، اور سیاہ و سفید رنگوں میں پیش کئے جائیں گے۔ ٹکٹ اور "یادگاری ورق" کو برٹش امریکن بنک نوٹ کمپنی لمیٹڈ (اوٹاوا) شائع کرے گی۔ ان کی تعداد درج ذیل ہے:۔

۴ سنٹ والے ٹکٹ	۳۰ لاکھ
۸ سنٹ والے ٹکٹ	۲۷ لاکھ ۵۰ ہزار
"یادگاری ورق"	ایک لاکھ

ان ٹکٹوں کا ڈیزائن فرانس کے رابرٹ پیروٹ نے بنایا ہے۔ پیروٹ اقوام متحدہ کے سیکرٹریٹ کی گرافک یونٹ کے رکن ہیں۔

یہ ٹکٹ اور "یادگاری ورق" اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر (نیویارک) اور اقوام متحدہ کے یورپی دفتر (جنیوا) میں مقررہ قیمتوں پر ۲۴؍ اکتوبر سے فروخت ہونا شروع ہو جائیں گے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے

ایک نہایت مبارک تحریک

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:۔

"رسالہ الفرقان نہایت عمدہ اور قابل قدر رسالہ ہے۔ اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے فضائل اور اسلام کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی ہے۔"

احباب سے درخواست ہے کہ خود بھی رسالہ الفرقان کے خریدار بنیں اور دوسرے احباب کے نام بھی جاری کرائیں۔ سالانہ چندہ چھ روپے مقرر ہے بیرونی ممالک سے بارہ شلنگ۔

جو احباب دس سال کا زر اشتراک پیشگی ادا فرما کر رسالہ کے استحکام میں حصہ لیں گے وہ دس سال کے لئے ساٹھ روپے کی بجائے پچاس روپے یکمشت ادا فرمائیں گے۔ ان کے نام برائے دعا دس سال تک ہر ماہ رسالہ میں شائع ہوتے رہیں گے۔ دفتر اور وہ دس سال تک وی۔ پی کرنے اور وصول کرنے سے مطمئن رہیں گے! اور دس سال تک ان کے نام رسالہ بھی جاری رہے گا۔ ایک مخلص اور صاحب استطاعت احمدی کے لئے یہ نہایت مبارک بات ہے۔ آپ بھی رسالہ کے معاونین خاص میں شمولیت فرما کر ممنون فرماویں۔

نوٹ:۔ بیرونی ممالک کے اصحاب دس سال کے لئے پانچ پاؤنڈ بصورت پوسٹل آرڈر وغیرہ ارسال فرما دیں گے۔

خاکسار

ابو العطاء جالندھری

ایڈیٹر الفرقان ربوہ

خان عبدالقیوم خان کو تین سال قید سخت کی سزا

مارشل لاء کے ضابطہ ۲۰ و ۲۴ کی خلاف ورزی کے مجرم پائے گئے (سرکاری اعلان)

راولپنڈی ۱۴ اکتوبر۔ پاکستان کے سابق وزیر صنعت اور سابق مسلم لیگ کے صدر خان عبدالقیوم خان کو ایک فوجی عدالت نے مارشل لاء کے ضابطہ نمبر ۲۰ اور نمبر ۲۴ کے تحت مجرم قرار دیتے ہوئے تین سال قید بامشقت کی سزا دی ہے۔

قومی تعمیر نو اطلاعات کی وزارت کے اعلان میں خان عبدالقیوم کو سزا دینے کی اطلاع دی گئی ہے۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ مارشل لاء کے ضابطہ ۲۰ اور ضابطہ ۲۴ کے تحت ایسے بیان دینے اور ایسی کارروائیوں کی ممانعت ہے۔ جن کا مقصد امن عامہ کو نقصان پہنچانا اور عوام میں مایوسی پھیلانا ہو۔ اعلان میں کہا گیا ہے جس عرصے میں خان عبدالقیوم خان مختلف عہدوں پر فائز رہے تھے ان کی سرگرمیوں کے سلسلہ میں بد اعمالی اور بدانتظامی کے متعدد الزامات تھے۔ انقلاب کے فوراً بعد سابق سیاست دانوں کے خلاف عوام نے کارروائی کا مطالبہ کیا۔ لیکن عوامی مطالبہ کے دباؤ اور کئی ذمہ دار حلقوں کے مشورہ کے باوجود حکومت نے سابق سیاست دانوں سے نرمی اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ حکومت نے محض ایسے اقدامات پر اکتفا کیا جن کا مقصد لوگوں کو سابقہ بدانتظامیوں کے مرتکب لوگوں کی سیاسی سرگرمیوں سے محفوظ رکھنا تھا۔

اعلان میں کہا گیا " ایبڈو آرڈر کی دفعات کے تحت خان عبدالقیوم خان پر بعض الزامات عاید کئے گئے اور مقررہ طریق کار کے مطابق انہیں کہا گیا کہ وہ اگر چاہیں تو ٹربیونل کے سامنے ان الزامات کا جواب دیں۔ لیکن ان الزامات پر مناسب جگہ وضاحت پیش کرنے کی بجائے خان عبدالقیوم خان نے بلاوجہ ایک پولیس افسر کو ایک بیان دیا جس پر ان کے دستخط تھے۔ اس بیان میں حکومت کو گالیاں دی گئی تھیں۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس بیان کو ایک چیلنج کے طور پر محکمے کے افسروں تک پہنچایا جائے۔ فوجی عدالت نے خان عبدالقیوم کے رویہ اور بیان کے مندرجات کا مطالعہ کرنے کے بعد انہیں مارشل لاء کی متعلقہ دفعات کی خلاف ورزی کا مجرم پایا ہے۔

صدر ایوب کی تقریر

(بقیہ صفحہ اول)

کے تحفظ کے لئے اپنے جھنڈے کا دل سے احترام کرے۔

صدر نے کہا پاکستان کے عوام کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے پھر انہیں آزادی کی اس نعمت سے مالا مال کر دیا جس سے ان کے آباؤ اجداد بعض کوتاہیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے محروم ہو گئے تھے۔ آپ نے کہا جذبہ قربانی آزادی کی حفاظت کرتا ہے۔ جو قوم اخلاقی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ وہ قربانی کے جذبے سے عاری ہو کر آزادی جیسی نعمت سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ وقت کا دھارا کسی کا انتظار نہیں کیا کرتا۔ لہذا عوام کو ان کوتاہیوں اور کمزوریوں سے بچنا چاہیئے جن کی وجہ سے ان کے آباؤ اجداد کی آزادی سلب ہو گئی تھی۔

صدر مملکت نے قومی جھنڈا عطا کرتے وقت کہا آج غلامی کی آخری یادگار بھی ختم ہو گئی جس وقت ملکہ کے جھنڈے کو ہٹایا جا رہا تھا صدر کافی متاثر معلوم ہوتے تھے۔ آپ نے کہا غیر ملکی جھنڈا متحدہ ہندوستان میں اس وقت آیا تھا۔ جب اس میں مسلمانوں کی حکمرانی تھی۔ لیکن اس وقت کے مسلمان اپنی نااہلی کی وجہ سے ان خصوصیات سے عاری ہو چکے تھے جو ان کے آباؤ اجداد میں کوٹ کوٹ کر بھری گئی تھیں۔ اسی وجہ سے وہ اپنی آزادی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اب پاکستان اللہ تعالیٰ کے فضل سے آزاد ہے۔ البتہ اس کے باشندوں کو چاہئے کہ اپنے آپ کو آزادی کا اہل ثابت کریں۔

نیویارک ۱۳ اکتوبر۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر ہیمرشولڈ کے بیان کے مطابق دو نسلی سوالات پر بات چیت کرنے کے لئے جنوبی افریقہ جائیں گے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴